[1996] سپریم کورٹ رپوٹس10.S.C.R

از عدالت عظمی

نتھونی یاداو اور دیگران

بنام

اسٹیٹ آف بہار اور دیگر

20دسمبر1996

[ڈاکٹر اے ایس آننداور کے ٹی تھامس،جسٹسز]

فوجداری قانون:

تعزیراتی ضابطہ،:1860 سیکشن300۔

قتل—شواہد کی تعریف— چاندنی رات—حملہ آوروں کی شناخت—چھت کے بغیر چھت پر حملہ—حملہ آور سانحے میں بند گھر کے قیدیوں کے لیے اجنبی نہیں تھے—پڑوسی جائے وقوعہ پر پہنچے اور بیان دیا کہ متاثرین نے ملزموں کے ناموں کا ذکر حملہ آوروں کے طور پر کیا جنہوں نے متاثرین پر گولی چلائی—منعقد،چشم دید گواہ ہر حملہ آور کی جسمانی شناخت سے اچھی طرح واقف تھے—یہ فرض نہیں کیا جا سکتا تھا کہ متاثرین کے لیے حملہ آوروں کو دیکھنا ممکن نہیں ہوتا یا یہ کہ قاتلوں کی غلط شناخت کرنے کا امکان نہیں ہوتا تھا—شواہد ایکٹ، 1872،دفعہ9۔

ثبوت ایکٹ،:1872 دفعہ157۔

پڑوسی گھر میں گولی چلاؤ—قیدی واقعے کے مقام پر پہنچے اور کہا کہ متاثرین نے حملہ آوروں کے طور پر ملزموں کے ناموں کا ذکر کیا ہے—ہوسکتا ہے کہ اس طرح کے ثبوت ٹھوس ثبوت نہ ہوں لیکن مقدمے کی سماعت میں اس کا فائدہ ہو کیونکہ یہ دفعہ 157 کے تحت آتا ہے—اہم بات یہ تھی کہ واقعہ اور بیان کے درمیان کا وقفہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جو غور و فکر کا موقع فراہم کرے۔

دفعہ 9—محرک—منعقد،فوجداری فعل کا مقصد لازمی طور پر سنگین جرائم کرنے کے لیے متناسب طور پر سنگین ہونا ضروری نہیں ہے—یہ بالکل ممکن تھا کہ جرم کرنے پر آمادہ جذبات ناقابل دریافت رہیں—کبھی کبھی قائم کیا گیا مقصد کمزور معلوم ہوسکتا ہے—یہ خود ہی قانونی کارروائی کے خلاف کسی نتیجے کی طرف لے جانے کے لیے کافی نہیں ہے—تعزیراتی ضابطہ،1860 ،دفعہ300۔

الفاظ اور جملے:

" ثبوت ایکٹ 1872 کی دفعہ 157 کے تناظر میں اس وقت یا اس کے آس پاس۔

اپیل گزاروں کو سیشن عدالت نے مجموعہ تعزیرات ہند 1860 کی دفعہ 302 کے تحت جرم سے بری کر دیا تھا۔ تاہم، عدالت عالیہ نے بری ہونے کے فیصلے کو الٹ دیا اور مجرم قرار دیا اور اپیل گزاروں کو عمر قید کی سزا سنائی۔ اس لیے یہ اپیل۔

استغاثہ کے مطابق متاثرہ، اس کی بیوی اور اس کے خاندان کے دیگر افراد چاندنی رات کو اپنی رہائشی عمارت کی کھلی چھت پر سو رہے تھے۔ اس کے بعد اپیل گزار ملزم گھر میں چھپے اور چھت پر پہنچ گئے۔ متاثرہ شخص جاگ گیا اور اس نے دیکھا کہ اپیل کنندگان بندوقوں سے لیس قریب کھڑے ہیں۔ اپیل گزاروں نے متاثرہ پر گولی چلا دی جس سے وہ زخمی ہو گیا اور اس کی بیوی کو گولی ماردی جو مر گئی تھی۔ ہبب کی آواز سن کر ان کا پڑوسی جاگ گیا اور اس کی چھت سے پوچھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر اپیل گزاروں نے پڑوسی پر گولی چلائی جو مر گیا۔ بہت سے پڑوسی واقعے کے مقام پر پہنچے اور بتایا کہ متاثرہ اور اس کے خاندان کے دیگر افراد نے اپیل گزاروں کے ناموں کا ذکر حملہ آوروں کے طور پر کیا جنہوں نے ان پر گولی چلائی۔

اس عدالت سامنے اپیل میں، ملزم افراد کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ گواہوں کے لیے اپیل گزاروں کی شناخت کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ یہ ایک چاندنی رات تھی؛ اور یہ کہ اپیل گزاروں کا قتل کرنے کا کوئی مقصد نہیں تھا۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد.1.1: حملہ آوروں نے زخمیوں سے جس قربت پر سامنا کیا ہوگا، ستاروں کے دستانے سے وہاں پہنچنے والی کچھ روشنی کا امکان، اور یہ حقیقت کہ قتل بغیر چھت والی چھت پر کیا گیا تھا، یہ فیصلہ کرتے وقت ذہن میں رکھنے والے جرمن عوامل ہیں کہ آیا متاثرین کو حملہ آوروں کی صحیح شناخت کرنے کے لیے کافی مرئیت حاصل ہو سکتی تھی۔ ان عوامل کے علاوہ، اس مزید حقیقت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ حملہ آور سانحے میں بند گھر کے قیدیوں کے لیے اجنبی نہیں تھے، چشم دید گواہ ہر ایک قاتل کی جسمانی شناخت سے اچھی طرح واقف تھے۔ یہ فرض نہیں کیا جا سکتا کہ متاثرین کے لیے حملہ آوروں کو دیکھنا ممکن نہ ہوتا یا ان کی غلط شناخت کرنے کا امکان تھا۔ یہاں تک کہ حملہ آوروں کے پاس بھی اتنی روشنی تھی کہ وہ چھت پر سوئے ہوئے لوگوں میں سے ان متاثرین کی شناخت کر سکیں جنہیں انہوں نے بغیر کسی غلطی کے نشانہ بنایا تھا۔ اگر اس وقت دستیاب روشنی، اگرچہ معمولی تھی، حملہ آوروں کے لیے کافی تھی تو یہ کیوں ماننا چاہیے کہ وہی روشنی زخمیوں کے لیے کافی نہیں تھی جو یقینی طور پر اپنی آنکھوں کو واضح طور پر ان کے سامنے کھڑے گھسنے والوں کے چہروں پر مرکوز کرتے۔ ہنس کے لیے جو چٹنی ہے وہ جنس کے لیے چٹنی ہے۔ [910–ای–ایچ]

1.2۔ پڑوسیوں کا ثبوت یہ ہے کہ جب انہوں نے گولیوں کی آوازیں سنیں تو وہ چند منٹ کے اندر موقع پر پہنچ گئے اور زخمیوں کو خون بہنے کی حالت میں دیکھا۔ ان گواہوں نے مزید بیان دیا کہ متاثرین نے اپیل گزاروں کے ناموں کا ذکر حملہ آوروں کے طور پر کیا جنہوں نے انہیں گولی ماردی۔ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا ثبوت رتجسٹے کے طور پر ٹھوس ثبوت نہ بنیں۔ اس کے باوجود، اس طرح کے شواہد کا مقدمے میں فائدہ ہے کیونکہ یہ ثبوت ایکٹ 1872 کی دفعہ 157 کے دائرے میں آتا ہے۔ ثبوت ایکٹ کی دفعہ 157 میں" وقت پر یا اس کے

بارے میں" الفاظ اس وقت کا فیصلہ کرنے کے لیے اہم الفاظ ہیں جب بیان دیا گیا تھا۔ بیان واقعے کے وقت یا اس کے بارے میں دیا گیا تھا یا نہیں، اس کا فیصلہ ہر معاملے کے حقائق پر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی سخت اور تیز قاعدہ نہیں رکھا جا سکتا۔ تاہم، دفعہ 157 میں" وقت پر یا اس کے بارے میں" ان الفاظ کو ایک عملی اور آزادانہ تعمیر ملنی چاہیے۔ اصول یہ ہے کہ واقعے اور بیان کے بیان کے درمیان وقت کا وقفہ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ غور و فکر کرنے کا موقع ملے۔ اگر وقت کا وقفہ ان دونوں کے درمیان اتنا کم تھا کہ بیان دینے والے گواہ کا دماغ واقعے سے اچھی طرح جڑا ہوا تھا، اس طرح کے بیان کو اعتبار حاصل ہے، اور اس لیے اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے، حالانکہ ثبوت ایکٹ کی دفعہ 157 میں مذکور اصول پر ٹھوس ثبوت کے طور پر نہیں۔ [A-B–912؛G-H؛E؛B-C–911]

رامیشور بنام ریاست راجستھان، اے آئی آر (1952) ایس سی 54، پر انحصار کیا۔

2.1۔ فوجداری فعل کرنے کا محرک عام طور پر استغاثہ کے لیے ایک مشکل علاقہ ہوتا ہے۔ عام طور پر ایک دوسرے کے ذہن میں نہیں دیکھ سکتا۔ محرک وہ جذبات ہے جو انسان کو ایک خاص عمل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ سنگین جرائم کرنے کے لیے اس طرح کے محرک کا سبب متناسب طور پر سنگین ہونا ضروری نہیں ہے۔ بہت سے قتل بغیر کسی معروف یا واضح مقصد کے کیے گئے ہیں۔ یہ بہت ممکن ہے کہ محرک عنصر غیر دریافت شدہ رہے۔ [913–بی–سی]

2.2۔ اگرچہ یہ ایک درست تجویز ہے کہ ہر مجرمانہ فعل ایک مقصد کے ساتھ کیا جاتا ہے، لیکن یہ تجویز کرنا درست نہیں ہے کہ اس طرح کے کسی مجرمانہ فعل کا تصور اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ مقصد ثابت نہ ہو جائے۔ آخر کار محرک ایک نفسیاتی رجحان ہے۔ محض حقیقت یہ ہے کہ استغاثہ ملزم کے اس ذہنی مزاج کو ثبوت میں تبدیل کرنے میں ناکام رہا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حملہ آور کے ذہن میں ایسی کوئی ذہنی حالت موجود نہیں تھی۔ [D-E–913]

2.3۔ کچھ معاملات میں، براہ راست شواہد کے بذریعے محرک کو قائم کرنا مشکل نہیں ہو سکتا، جبکہ کچھ دیگر معاملات میں حالات سے حاصل ہونے والے نتائج متعلقہ شخص کے ذہنی رجحان کو سمجھنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ ایسے معاملات بھی ہو سکتے ہیں جن میں ملزم کے ذہنی لین دین کو سمجھنا ممکن نہ ہو جس کی وجہ سے وہ عمل کرنے پر مجبور ہوتا۔ تمام معاملات میں کسی ثبوت کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ ملزم کا دماغ کسی خاص صورت حال میں کیسے کام کرتا تھا۔ بعض اوقات، یہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ قائم کردہ مقصد کمزور رہے۔ یہ اپنے آپ میں استغاثہ کے خلاف کسی بھی نتیجے کا باعث بننے کے لیے ناکافی ہے۔ محض یہ حقیقت کہ استغاثہ کی طرف سے الزام لگایا گیا مقصد دوسروں کے لیے اس طرح کی ڈگری یا دشمنی پیدا کرنے کے لیے اتنا مضبوط نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ حملہ آوروں کے پاس قتل کرنے کی کوئی سنگین وجوہات نہیں تھیں [A؛F-G–913]

ایٹلی بنام اسٹیٹ آف یوپی ایئر (1955) ایس سی 807 پر انحصار کیا۔

ریگ بنام پالمر، شارٹ ہینڈ رپورٹ صفحہ 308 او سی مئی 1856، حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار: فوجداری اپیل نمبر 194 آف 1989۔

1982 کے فوجداری آر نمبر 184 اور 1982 کے حکومت اے نمبر 3 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے مورخہ 26.11.86 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ایم پی ورما، رنبیر یادو اور پی گور

جواب دہندگان کے لیے بی بی سنگھ

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس بھا گیلو سنگھ یادو کے لیے، ان کی اپنی رہائش گاہ سب سے زیادہ تباہ کن طور پر غیر محفوظ ہو گئی جب انہیں اور ان کی اہلیہ کو جون کے مہینے میں موسم گرما کی رات کے دوران مسلح حملہ آوروں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ 1980۔ اس کی بیوی سونا دیوی موقع پر ہی دم توڑ گئی حالانکہ بھا گیلو سنگھ موت سے بچ گیا کیونکہ چھروں سے اس کے اہم اعضاء کو چوٹ نہیں پہنچی تھی۔ لیکن اس کے پڑوسی رام جنم رائے کی قسمت کی ستم ظریفی خوفناک تھی کیونکہ اسے بھی صرف اس وجہ سے گولی ماردی گئی تھی کہ وہ اپنے پڑوس سے ہنگامہ آرائی کی آواز سن کر جاگ گیا تھا۔ بلروپ یادو (بھا گیلو سنگھ یادو کا پہلا کزن)۔ اس کے دو بیٹوں (نتھونی یادو اور چیلا یادو) اور اس کے داماد (چندر کا یادو) کو پولیس نے سیشن عدالت سامنے مذکورہ واقعہ پر فرد جرم کیا تھا۔ مقدمے کی سماعت کے بعد سیشن جج نے ان سب کو بری کر دیا۔ لیکن پٹنہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے بری ہونے کے فیصلے کو الٹ دیا اور انہیں قتل کا مجرم قرار دے کر عمر قید کی سزا سنائی۔ یہ اپیل عدالت عظمیٰ (فوجداری اپیلٹ دائرہ اختیار میں توسیع) ایکٹ، 1970 کی دفعہ 2 اے اور ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 379 کے تحت دائر کی گئی ہے۔

اس اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران بلروپ یادو کا 17.2.1990 پر انتقال ہو گیا۔ نتیجتاً، اس کے خلاف اپیل ختم ہو گئی۔ ہم نے فاضل وکیل شری ایم پی ورما کو سنا جنہوں نے بقیہ اپیل گزاروں کی طرف سے اپیل کی اور ریاست بہار کے وکیل شری بی بی سنگھ کو سنا۔

بلروپ سنگھ کے والد (چارودھر) اور بھا گیلو سنگھ کے والد (لگاتو) سیدھے بھائی تھے، کیونکہ بھا گیلو سنگھ نے دو بار شادی کی تھی اور سونا دیوی ان کی دوسری بیوی تھی۔ (اس کی پہلی بیوی اور پہلی شادی میں پیدا ہونے والی بیٹی کا اس واقعے سے بہت پہلے انتقال ہو گیا تھا۔) شیلا کماری (پی ڈبلیو-6) بھا گیلو سنگھ اور سونا دیوی کی بیٹی ہے۔ وہ دلیان گاؤں (روہتک ضلع، بہار) میں اس کے گھر میں ایک ساتھ رہ رہے تھے۔ اپیل گزار بھی اسی گاؤں میں رہ رہے تھے۔

کچھ خاندانی جھگڑے کی وجہ سے بھا گیلو سنگھ یادو اور بلروپ یادو کے درمیان خون خرابہ موجود تھا۔ یہ خوفناک واقعہ آدھی رات کے قریب 11.6.1980 پر پیش آیا۔ اس بدقسمت رات کو بھا گیلو سنگھ اور اس کے خاندان کے دیگر افراد اپنی رہائشی عمارت کی کھلی چھت پر سو

رہے تھے۔سونا دیوی کا بھائی سریو سنگھ (پی ڈبلیو–4) بھی اسی چھت پر سو رہا تھا۔اسی دوران حملہ آور گھر میں چھپے اور چھت پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی کتا بھونکنے لگا، بھاگیلو سنگھ یادو جاگ گیا اور حملہ آوروں کو بندوقوں سے لیس قریب کھڑے دیکھا۔

اپیل کنندہ چندر کا نے بھاگیلو سنگھ پر گولی چلادی جب کہ اپیل کنندہ نتھونی یادو نے سونا دیوی کو ایک اور بندوق سے گولی ماردی۔ ناکوتھ کی آواز سن کر ان کے پڑوسی رام جنم رائے جاگ گئے اور اپنی چھت سے پوچھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر بلروپ سنگھ یادو نے اپنی بندوق کا منہ اس پڑوسی کی طرف موڑ دیا اور ٹرگر کھینچ لیا۔رام جنم رائے گرے اور وہاں وہاں آخری سانسیں لیں۔شوٹ آؤٹ کے دوران سریو سنگھ (پی ڈبلیو–4) کو احساس ہوا کہ حملہ آور چھوٹی بیٹی شیلا کماری کے لیے بھی کوشاں ہیں اور اس لیے اس نے ہمت کی اور اسے اٹھا کر جائے وقوعہ سے فرار ہو گیا۔اس کے بعد حملہ آور جائے وقوعہ سے فرار ہو گئے۔

بہت سے پڑوسی اس جگہ پر پہنچ گئے۔ بھاگیلو سنگھ یادو کو سرکاری ہسپتال ساسارام لے جایا گیا جہاں ان کے زخموں کا علاج کیا گیا۔

اس معاملے کے شواہد پر ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ بھاگیلو سنگھ اور اس کی بیوی کو بدقسمت رات کو ان کی رہائشی عمارت کی چھت پر گولی ماردی گئی تھی اور نہ ہی ہمیں اس میں کوئی شک ہے کہ ان کے پڑوسی رام جنم رائے کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا جب وہ رات کو اٹھے اور پڑوس میں کیا ہو رہا تھا اس کے بارے میں اپنی تجسس کا اظہار کیا۔ہم اس بات کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں کہ اپیل کنندہ کے ماہر وکیل نے ہمارے سامنے مذکورہ بالا نکات پر اختلاف نہیں کیا۔جس دلیل پر علمی وکیل نے زور دیا وہ یہ تھی کہ اپیل گزار وہ حملہ آور نہیں تھے جنہوں نے بھاگیلو سنگھ یادو کے گھر میں گھس کر حملہ کیا تھا۔

معروف وکیل کے مطابق، گواہوں کے لیے حملہ آوروں کی شناخت کرنے کا کوئی امکان نہیں تھا کیونکہ یہ ایک چاندنی رات تھی اور آس پاس کوئی چراغ نہیں جل رہا تھا اور اس لیے جب واقعہ پیش آیا ہوتا تو اندھیرا ہوتا۔

ہم نے مذکورہ دلیل پر اس کے تمام زاویوں سے غور کیا ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ اس وقت چاندنی نہیں تھی، ہمیں صورتحال کا احتیاط سے اندازہ لگانا ہوگا۔حملہ آوروں نے زخمیوں سے جس قربت پر سامنا کیا ہوگا، ستاروں کے دستانے سے وہاں پہنچنے والی کچھ روشنی کا امکان، اور یہ حقیقت کہ قتل بغیر چھت والی چھت پر کیا گیا تھا، یہ فیصلہ کرتے وقت ذہن میں پیدا ہونے والے جرمن عوامل ہیں کہ آیا متاثرین کو حملہ آوروں کی صحیح شناخت کرنے کے لیے کافی مرئیت حاصل ہو سکتی تھی۔ ان عوامل کے علاوہ، ہمیں مزید اس حقیقت کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ حملہ آور سانحے میں بند گھر کے قیدیوں کے لیے اجنبی نہیں تھے، چشم دید گواہ ہر ایک قاتل کی جسمانی شناخت سے اچھی طرح واقف تھے۔اس لیے ہم یہ فرض کرنے پر راضی نہیں ہیں کہ متاثرین کے لیے حملہ آوروں کو دیکھنا ممکن نہیں ہوتا یا ان کی غلط شناخت کرنے کا امکان تھا۔ہم اس حقیقت کو ذہن میں رکھ رہے ہیں کہ حملہ آوروں کے پاس بھی متاثرین کی شناخت کرنے کے لیے کافی روشنی تھی جنہیں انہوں نے چھت پر سوئے ہوئے لوگوں میں سے بغیر کسی غلطی کے نشانہ بنایا۔ اگر اس وقت دستیاب روشنی، اگرچہ بہت کم تھی، حملہ آوروں کے لیے کافی تھی تو ہم کیوں سوچیں کہ وہی روشنی زخمیوں کے لیے کافی نہیں تھی جو یقینی طور پر اپنی آنکھوں کو واضح طور پر ان کے سامنے کھڑے گھسنے والوں کے چہروں پر مرکوز کرتے۔ ہنس کے لیے جو چٹنی ہوتی ہے وہ گینڈیر کے لیے چٹنی ہوتی ہے۔

پی ڈبلیو– 4 (سریوسنگھ پی ڈبلیو– 6 (شیلا کماری) اور پی ڈبلیو– 10 (بھاگیلوسنگھ) کے ثبوتوں کے علاوہ جو اپیل گزاروں کو ان کے حملہ آوروں کے طور پر شناخت کرتے ہیں، ہمارے ذہن میں اس اعتماد کو یقینی بنانے والے کچھ اور مواد موجود ہیں کہ پی ڈبلیو 10 نے اپنے حملہ آوروں کی اپیل گزار کے طور پر صحیح شناخت کی ہوگی۔

پی ڈبلیو– 2 (منی یادو) اور پی ڈبلیو 7 (رام جنم رائے) بھاگیلوسنگھ یادو کے بہت قریبی پڑوسی تھے۔ان دونوں گواہوں کا ثبوت یہ ہے کہ جب انہوں نے گولیوں کی آوازیں سنیں تو وہ چند منٹ کے اندر موقع پر پہنچ گئے اور زخمیوں کو خون بہنے کی حالت میں دیکھا۔ان گواہوں نے مزید بیان دیا کہ بھاگیلوسنگھ (پی ڈبلیو10) اور سریوسنگھ (پی ڈبلیو4) نے ان اپیلیوں کے ناموں کا ذکر حملہ آوروں کے طور پر کیا جنہوں نے انہیں گولی ماردی۔پی ڈبلیو 8 رام جنم رائے کا بیٹا ہے۔انہوں نے بھی اسی طرح بیان دیا کہ بھاگیلوسنگھ نے ان اپیل گزاروں کے ناموں کا ذکر اس وقت کیا جب گواہ بھاگیلوسنگھ کے گھر سے کسی کی طرف سے گولی لگنے سے زخمی اپنے والد کو مردہ حالت میں دیکھ کر موقع پر پہنچا۔

پی۔ڈبلیو۔2، پی۔ڈبلیو۔ 7 اور پی۔ڈبلیو۔ 8 کے مذکورہ بالا ثبوت اس کے باوجود سب اسٹینٹو ثبوت نہیں بن سکتے ہیں۔اس طرح کے شواہد کا مقدمے میں فائدہ ہے کیونکہ یہ شواہد ایکٹ کی دفعہ 157 کے دائرے میں آتے ہیں۔واقعہ پیش آنے کے وقت یا اس کے بارے میں گواہ کی طرف سے دیا گیا کوئی بھی سابقہ بیان شواہد ایکٹ کی دفعہ 157 کے تحت قابل استعمال ثابت ہوتا ہے۔اگرچہ اس طرح کے بیانات مرکزی لین دین کا حصہ نہیں ہیں، لیکن اگر اس طرح کے بیانات بغیر کسی تاخیر کے دیے گئے ہیں تو تصدیق کے مقاصد کے لیے ان کی ممکنہ قدر ہے۔اگر اس طرح کا بیان دینے میں تاخیر شامل ہوتی تو اس کا فائدہ صرف بنانے والے سے اس کی تردید کرنے پر اس کا مقابلہ کرنے تک محدود ہوتا۔اس طرح کے بیان کی کوئی مصدقہ قدر نہیں ہوگی۔اگر کوئی قابل تعریف تاخیر نہیں ہوئی تو گواہ کے بیان کو اس کی اپنی گواہی کی تصدیق کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ثبوت ایکٹ کی دفعہ 157 میں فراہم کیا گیا ہے۔

ثبوت ایکٹ کی دفعہ 157 میں "وقت پر یا اس کے بارے میں" الفاظ اس وقت کا فیصلہ کرنے کے لیے اہم الفاظ ہیں جب بیان دیا گیا تھا۔بیان واقعے کے وقت یا اس کے بارے میں دیا گیا تھا یا نہیں، اس کا فیصلہ ہر معاملے کے حقائق پر کیا جاسکتا ہے۔اس کے لیے کوئی سخت اور تیز قاعدہ نہیں رکھا جاسکتا۔تاہم، دفعہ 157 میں "وقت پر یا اس کے بارے میں" ان الفاظ کو ایک عملی اور آزادانہ تعمیر ملنی چاہیے۔اصول یہ ہے کہ واقعے اور بیان کے بیان کے درمیان وقت کا وقفہ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ غور وفکر کرنے کا موقع ملے۔اگر وقت کا وقفہ ان دونوں کے درمیان اتنا مختصر تھا کہ بیان دینے والے گواہ کا دماغ واقعے سے اچھی طرح جڑا ہوا تھا، اس طرح کے بیان کی ایک اعتبار ہے، اور اس لیے اسے ثبوت ایکٹ کی دفعہ 157 میں شامل اصول پر، تصدیق کرنے والے ثبوت کے طور پر، اگرچہ ٹھوس ثبوت کے طور پر نہیں، استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جسٹس ویوین بوس نے رامیشور بنام ریاست راجستھان، اے آئی آر (1952) ایس سی 54 میں مشاہدہ کیا ہے کہ دفعہ 157 میں حالت کے بارے میں" کوئی سخت اور تیز قاعدہ نہیں ہوسکتا"۔اہم امتحان یہ ہے کہ آیا بیان جلد از جلد دیا گیا تھا جس کی معقول طور پر کیس کے حالات میں توقع کی جاسکتی ہے اور اس سے پہلے کہ سننے اور منکشف کرنے کا موقع ملے۔" ہم احترام کے ساتھ مذکورہ بالا مشاہدے کی پیروی کرتے ہیں۔

پی ڈبلیو 2 (منی یادو) کی گواہی کے باصلاحیت افراد پر شک کرنے کے لیے ریکارڈ پر کچھ بھی نہیں ہے۔ پی ڈبلیو 7 (رام جنم رائے) اور پی ڈبلیو 8 (رام دھر سنگھ) کہ انہوں نے بھا گیلو سنگھ یادو (پی ڈبلیو10) سے سنا کہ اپیل کنندہ حملہ آور تھے۔ ہمارا ماننا ہے کہ بھا گیلو سنگھ یادو (پی ڈبلیو10) اور سریو سنگھ (پی ڈبلیو4) کے مذکورہ بیانات اس معاملے میں ان کے شواہد کی تصدیق کرتے ہیں۔

فاضل وکیل نے اس بزدلانہ قتل کے لیے اپیل گزاروں سے منسوب محرک کو انجام دینے کی بنیاد پر، بہت سختی سے ایک دلیل پیش کی۔ وکیل کے مطابق، اگر اپیل گزار قتل ہوتے تو انہیں سونا دیوی کے خون کی ناقابل تلافی پیاس ہونی چاہیے تھی، لیکن استغاثہ نے ان کے لیے ایک غیر مسلح سوتی ہوئی خاتون کے وحشیانہ قتل کا ارتکاب کرنے کا صرف ایک مضر یا نازک مقصد تجویز کیا۔ پی ڈبلیو 10 بھا گیلو سنگھ یادو نے جرم کے محرک کے طور پر جو تجویز کیا وہ یہ ہے: اس نے اپنی بچی شیلا کماری کی شادی کسی اور سے کر دی تھی۔ چونکہ اس کی کوئی دوسری مردانہ اولاد نہیں تھی، اس لیے پہلے اپیل کنندہ بلروپ یادو کی اس کی زمینی جائیداد پر نظر تھی۔ لیکن بھا گیلو سنگھ یادو نے اسے اپنی بیوی سونا دیوی کو تحفے میں دے دیا تھا۔ اس نے اپیل گزاروں کو ناراض کیا اور انہیں سونا دیوی کا قتل کرنے پر مجبور کیا، یہ استغاثہ کا معاملہ ہے۔ سیکھے ہوئے سیشن جج نے اسے اس خوفناک قتل کا ایک بہت ہی کمزور محرک قرار دیا۔ اپیل کنندہ کے معروف وکیل نے صحیح طور پر دلیل دی کہ سونا دیوی کا قتل کر کے اپیل کنندگان اس جائیداد کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے جو بھا گیلو سنگھ نے تحفے میں دی تھی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اپیل گزاروں کا بھا گیلو سنگھ یادو اور اس کی بیوی کو گولی مارنے کا کوئی مقصد نہیں تھا؟ محض یہ حقیقت کہ استغاثہ کی طرف سے الزام لگایا گیا مقصد دوسروں کے لیے اتنی حد تک دشمنی پیدا کرنے کے لیے کافی مضبوط نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ حملہ آوروں کے پاس ایسا کرنے کی کوئی سنجیدہ وجوہات نہیں تھیں۔

فوجداری فعل کرنے کا محرک عام طور پر قانونی چارہ جوئی کے لیے ایک مشکل علاقہ ہوتا ہے۔ عام طور پر ایک دوسرے کے ذہن میں نہیں دیکھ سکتا۔ محرک وہ جذبات ہے جو انسان کو ایک خاص عمل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ سنگین جرائم کرنے کے لیے اس طرح کے محرک کا سبب متناسب طور پر سنگین ہونا ضروری نہیں ہے۔ بہت سے قتل بغیر کسی معروف یا واضح مقصد کے کیے گئے ہیں۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ مذکورہ بالا محرک ناقابل دریافت رہے۔ لارڈ چیف جسٹس چمپبل نے ریگ بنام پالمر (شارٹ ہینڈ رپورٹ صفحہ 308 ایس سی مئی 1850 پر؛ اس طرح: "لیکن اگر کوئی مقصد ہے جو تفویض کیا جا سکتا ہے، تو میں آپ کو یہ بتانے کا پابند ہوں کہ اس مقصد کی مناسبیت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ فوجداری عدالتوں کے تجربے سے ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کے ظالمانہ جرائم کا ارتکاب بہت معمولی مقاصد سے کیا گیا ہے۔ نہ صرف بدنیتی اور انتقام سے، بلکہ ایک چھوٹا سا مالی فائدہ حاصل کرنے اور کچھ وقت کے لیے مشکلات کو دور کرنے کے لیے۔ "اگرچہ یہ ایک درست تجویز ہے کہ ہر مجرمانہ فعل ایک مقصد کے ساتھ کیا جاتا ہے، لیکن یہ تجویز کرنا درست نہیں ہے کہ اس طرح کے کسی مجرمانہ فعل کا تصور اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ مقصد ثابت نہ ہو جائے۔ آخر کار محرک ایک نفسیاتی رجحان ہے۔ محض حقیقت یہ ہے کہ استغاثہ ملزم کے اس ذہنی مزاج کو ثبوت میں تبدیل کرنے میں ناکام رہا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حملہ آور کے ذہن میں ایسی کوئی ذہنی حالت موجود نہیں تھی۔ ایٹلی بنام اسٹیٹ آف یو پی اے آئی آر (1955) ایس سی 807 میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ " یہ سچ ہے، اور جہاں جرم کے محرک کا واضح ثبوت ہے، جو عدالت کے اس نتیجے کو اضافی حمایت فراہم کرتا ہے کہ ملزم مجرم تھا لیکن محرک کے واضح ثبوت کی عدم موجودگی ضروری نہیں کہ اس کے برعکس نتیجہ اخذ کرے۔" بعض صورتوں میں، براہ راست ثبوت کے ذریعے محرک قائم کرنا مشکل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ کچھ دیگر معاملات میں حالات سے حاصل ہونے والے نتائج متعلقہ شخص کے ذہنی رجحان کو سمجھنے میں مدد کر

سکتے ہیں۔ایسے معاملات بھی ہو سکتے ہیں جن میں ملزم کے ذہنی لین دین کو الگ کرنا ممکن نہ ہو جس کی وجہ سے وہ عمل کرنے پر مجبور ہوتا۔تمام معاملات میں کسی ثبوت کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ اب تک ملزم کا دماغ کسی خاص صورت حال میں کام کرتا تھا۔بعض اوقات، یہ ظاہر ہوسکتا ہے کہ قائم کردہ مقصد کمزور ہے۔یہ اپنے آپ میں استغاثہ کے خلاف کسی بھی نتیجے کا باعث بننے کے لیے ناکافی ہے۔

فاضل وکیل کے ذریعے پیش کردہ مختلف دلائل پر غور کرنے اور اس معاملے میں شواہد کی جانچ پڑتال کے بعد۔ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ عدالت عالیہ نے ٹرائل جج کے ذریعے بری کیے جانے کے حکم میں صحیح طور پر مداخلت کی ہے۔اپیل گزاروں کو دی گئی سزا اور سزا اچھی طرح سے قابل قدر ہے اور کسی مداخلت کی ضمانت نہیں دیتی ہے۔اس کے مطابق اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔اپیل گزاروں کے ذریعے نافذ کیے گئے ضمانت کے بانڈ منسوخ ہو جائیں گے۔چیف جوڈیشل مجسٹریٹ روہتاس ساسارام کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپیل گزاروں کو سزا سنانے کے لیے دوبارہ جیل بھیجنے کے لیے فوری اقدامات کریں۔

وی ایس ایس

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this document